www.novelsclubb.com
NC arts
فریب تیری ذات کا
از قلم مریم بتول جکھڑ
IG / FB : NOVELSCLUBB

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

فریب تیری ذات کا

از قلم

مریم بتول جکھڑ

www.novelsclubb.com

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے

بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

صبح کے چار بجے کا وقت تھا۔فجر کی اذان کی آواز نے ہر طرف سکون طاری کر رکھا تھا۔سحر کی اُبھرتی روشنی بادلوں کے پیچھے ہی کہیں چھپ گئی تھی۔سنسان سڑک کے دونوں اطراف گھنے دختوں نے اپنا بسیرا کر رکھا تھا۔چاروں اطراف سے آتی سائیں سائیں کی آواز منظر کو مزید خوفناک بنا رہی تھی۔مؤذن نے فجر کی اذان کا اختتام کیا۔اذان کے بند ہوتے ہی فضا میں سنائی دینے والی دھماکہ خیز آواز درختوں کے درمیان سے ہوتی ہوئی گئی تھی۔بلند درختوں کے بیچ سڑک پر کوئی وجود اوندھے منہ پڑا تھا۔شاید وہ آواز گولی کی تھی جو اُس شخص کو لگی تھی۔تاریکی میں اُسکے خون سے رنگے سفید کپڑے کسی چراغ کی صورت روشن تھے۔اِس سنسان راستے پر اُس وجود کے علاوہ اب کوئی جاندار دور دور تک دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

جب اچانک ھی کسی پائل کی چھن چھن کرتی آواز تیزی سے اُس وجود کی جانب بڑھتی ھوئی سنائی دی۔

یکایک بادلوں نے برسنا شروع کر دیا۔ تیز بارش کا پانی اُسکے وجود سے لپٹے خون کو اپنے ساتھ بہا کر لے جا رھا تھا۔

پائل کی آواز قریب ھوئی تھی۔ وہ دلہن کے لباس میں بھاری بھر کم لہنگا اوپر اُٹھائے ننگے پاؤں پیروں میں پائل پہنے اندھا دھند بھاگتی ھوئی سڑک کے درمیان بے جان پڑے وجود کے قریب پہنچی تھی۔ اُسکے نزدیک پہنچتے ھی وہ گھٹنوں کے بل زمین پر گر گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

تقدیر کی چال پر بادل برس پڑے تھے۔ ھواؤں نے شور مچایا تھا، وقت تھمنے لگا تھا۔ مگر تقدیر کہاں ٹلنے والی تھی۔

وہ لڑکی خون میں لت پت اُس وجود پر جھکی آنسو بہا رھی تھی۔ بادلوں کا احتجاج، ھواؤں کا شور، وقت کی رکاوٹ سب پھیکے پڑ چکے تھے۔ تقدیر کا قلم سب پہ بھاری تھا۔ وقت نے فیصلہ لیا تھا، آج کا دن تقدیر کا ھوا۔۔!!

بادل وقت کی ناانصافی پر اِس زور سے گرجا تھا کہ گویا پھٹ کر فنا ھو جائے گا۔ آج اہلِ محبت کے لئے سوگ کا دن تھا، آج اِس قبیلے کا ایک فرد کم ھو گیا تھا!!

ایک زوردار چیخ کے ساتھ اُس نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ آنکھوں میں نمی تیر رھی تھی، آنسو کنپٹیوں میں جذب ھو رھے تھے۔ وہ اُٹھ کر بیٹھ گئی تھی، دل زور سے دھڑک رھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"سفیرہ_____کیا ھوا؟ کیا ھوا تمہیں؟" اُسکی چیخ نے دوسری طرف سوئی ھوئی اُسکی بہن کو بھی جگا دیا تھا۔ اُس نے لائٹ آن کر کے کمرہ روشن کر دیا اور سفیرہ کو سہارہ دینے لگی۔ اُس کا وجود کانپ رھا تھا وہ محسوس کر سکتی تھی۔

"پانی____پانی لاتی ھوں میں۔" وہ تیزی سے بیڈ سے نیچے اُتری اور سائیڈ ٹیبل پر پڑے پانی کے جگ سے گلاس میں پانی انڈیل کر دوبارہ اُسکی جانب بڑھی۔

سفیرہ نے اُسکے ھاتھ سے پانی لے کر ایک ھی سانس میں اُسے اپنے اندر اتارا۔

"کیا ھوا؟ کہیں آج پھر وھی خواب تو نہیں دیکھا؟" وہ اُسکے سامنے بیٹھی پوچھ رھی تھی۔

"یہ خواب میرا پیچھا کیوں نہیں چھوڑ دیتا؟" جوابًا وہ روتے ھوئے بے بسی سے بولی۔

"میں ھر بار اِس خواب کو محسوس کرتی ھوں____مجھے ھر بار ایسا لگتا ھے کہ میں حقیقت میں اُس تکلیف کے زیرِ اثر ھوں جو مجھے اِس خواب میں محسوس ھوتی ھے____کیسے خود کو اِس تکلیف سے رھا کروں میں؟ بتاؤ مجھے ماھی؟" وہ بے بسی سے مہیرہ کو دیکھ رھی تھی۔ آنکھوں میں کوئی اَن چاھی سی اذیت تھی۔

"مجھے خود کچھ سمجھ نہیں آتا سفیرہ ____ یہ سب کیا ہے اور کیوں ہے میں بھی نہیں جانتی ___ تم بس خود کو تکلیف میں مت ڈالو، اِس خواب کو بس خواب ہی رہنے دو۔" مہیرہ نے اُسکے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھے تھے، وہ اُسے اِس تکلیف سے آزاد نہیں کر سکتی تھی مگر وہ خود بھی اُسکی تکلیف دیکھ کر دُکھی تھی۔

"کیا تمہیں اُس شخص کا چہرہ نظر آیا؟" اُس کے پوچھنے پر وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

"اللہ اکبر ____ اللہ اکبر!!

اللہ اکبر ____ اللہ اکبر!!

ایک سکون دینے والی آواز نے اُن دونوں کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ سفیرہ نے اپنی کلائی پر بندھی گھڑی پر وقت دیکھا تو دو بج رہے تھے۔ تہجد کا وقت تھا اور اِس وقت مؤذن کی آواز روح تک کو سکون بخشتی تھی۔

"تم سو جاؤ ماھی_____میں نماز پڑھ کر ھی سوؤں گی۔" وہ خشک ھوتی آواز کے ساتھ بولی۔ مہیرہ نے اثبات میں سر ہلایا اور وھاں سے اُٹھ گئی۔

"دعا کرنا کہ یہ خواب دوبارہ نہ آئے۔" سونے سے پہلے اُس نے آخری بار سفیرہ کو مخاطب کیا۔

★★★★★★★

سفیرہ وضو کے بعد اب جاء نماز پر کھڑی نماز ادا کر رھی تھی۔ آنکھوں میں ابھی بھی ہلکی ہلکی نمی تھی۔ نماز کے بعد اُس نے دعا کے لئے ھاتھ اُٹھائے تو یکلخت ھی آنسوؤں کا ایک سیلاب رخساروں پر بہہ نکلا۔

"رحمٰن____!!

اُس نے اللہ کو متوجہ کرنا چاھا۔ وہ جو بغیر بلائے بھی سنتا ھے وہ اُس سے مخاطب تھی۔ اذیت جیسے ہر سو گھل گئی تھی۔

"تُو حفیظ ھے نا۔۔۔۔ تو اُسکی حفاظت کرنا۔"

www.novelsclubb.com

اگلے ہی پل کئی اور آنسو آنکھوں سے جدا ہوئے تھے۔

"میں نہیں چاہتی تھی اُسکے لئے دعائیں کرنا۔۔۔ میں تو کبھی بھی نہیں چاہتی تھی اُسکے لئے تکلیف اُٹھانا۔۔۔ پھر کیوں تُو نے میرے دل میں اُسکا خیال مقرر کر رکھا ہے؟" ضبط کی آخری حد سے بھی آگے کا سفر تھا جو اُس لمحے اُس نے طے کیا تھا۔

"کیوں؟ کون ہے وہ؟ وہ جسے میں بہت پیچھے چھوڑ کر آگے بڑھ گئی تھی وہی کیوں آج تک میرے پیچھے ہے؟ میں نے ایسا بھی کیا کر دیا کہ مجھے خوابوں میں بھی تنہا کر دیا جاتا ہے؟ کیا میں نے چاہا تھا کہ اُسے تکلیف ہو؟ نہیں۔۔۔ میں تو اُسکی زندگی کی خاطر اپنی زندگی کو اِس موڑ پر لے آئی تھی پھر کیسے میں اتنی اذیت کی حقدار بن گئی؟"

وہ اُس چھوٹے سے سنسان کمرے میں تھی جسے چند موم بتیوں سے روشن کیا گیا تھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا اُسکے ساتھ سوائے اللہ کے۔ اُس نے خود کو ایک گہرا سانس بھرتے ہوئے محسوس کیا۔

www.novelsclubb.com

یوں جیسے تھک کر ہار تسلیم کر لی جاتی ہے۔اُس نے دعا کے لئے اُٹھے ہاتھ نیچے گرا لئے تھے۔اُن اُٹھے ہوئے ہاتھوں میں دعاؤں کا بوجھ بڑھتا ہی جا رہا تھا وہ مزید اُنہیں اُٹھائے نہیں رکھ سکتی تھی۔

”میں نے تو کچھ بھی نہیں چاہا تھا۔“اُسکی تھکی تھکی سی بوجھل آواز نے کمرے کی فضا کو اداسی میں دھکیل دیا۔

”جو چاہا تھا لوگوں نے چاہا تھا۔۔۔اور لوگوں نے جو چاہا وہی ہوا۔۔۔۔ہے نا؟ اور پھر اللہ کے چاہنے کے بغیر تو کچھ نہیں ہوتا نا؟“ایک اور آنسو ٹوٹا تھا۔کیا وہ اللہ سے سوال کر رہی تھی؟کیا وہ اُمید چھوڑ رہی تھی؟اُس نے خفیف سا نفی میں سر ہلایا۔

”قصوروار تو میں تھی۔۔۔آخری قدم تو میں نے اُٹھایا تھا۔۔۔اور جو لوگ اختتام کرتے ہیں،قصوروار بھی وہی ہوتے ہیں۔۔۔میں نے اپنے لئے یہ راستہ خود نہیں چُنا تھا مگر مجھے اِس راستے کی سختیاں سہنی ہی ہیں،اور کچھ نہیں لیکن حصے دار

www.novelsclubb.com

جو ٹھہری تھی۔۔۔۔پھر کہاں کے شکوے؟ کیسی شکایت؟" وہ بے بسی سے کہتی اُٹھ کھڑی ھوئی۔

★★★★★★★★

"ھمارے پیارے نبی، حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم خاتم النبیین ھیں۔ خاتم النبیین کا مطلب سمجھتے ھو؟ اِسکا مطلب ھے آخری نبی، یعنی اُن کے بعد کوئی نبی ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا قیامت تک۔ اُن سے پہلے بھی کتنے ھی نبی آئے، مگر ایک خاص مدت کے لئے۔ ھر نبی آتا اور اپنا دور مکمل ھونے پر چلا جاتا، اور اپنے اُس دورانیے میں اپنی قوم کو اللہ کے بتائے ھوئے احکامات پر عمل کرنے کی تاکید کرتا۔ ھزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں نبی آتے اور جاتے رھے، مگر کوئی بھی ھمیشہ کے لئے نہیں رھا۔ اور پھر وہ وقت آن پہنچا جب اللہ نے اپنے محبوب کو تخلیق کیا، اپنے آخری نبی کو، اپنا آخری پیغام پہنچانے کے لئے۔ اُن پر اللہ نے دین کو مکمل کر دیا، یہ اللہ کا انعام ھے اپنے محبوب پر اور اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پر کہ اللہ نے ھمارے لئے قرآن جیسا کلام نازل کیا تا کہ ھمارے دل اِسکے لئے کھل جائیں۔ نبیوں کا یہ سلسلہ ھمارے لئے ایک مثال کے طور پر ھے۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی کے طور پر تخلیق کر کے اللہ نے ھمیں بتادیا کہ اگر کسی شے کا اختتام کرنا ھے تو یوں کرو۔ اللہ نے یہ اختتام رحمتہ اللعالمین پر کیا، وہ جو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بیجھے گئے تھے۔"

وہ خاتون اپنے سامنے بیٹھے ھوئے سفید لباس اور سفید ٹوپیوں میں ملبوس چھوٹے چھوٹے بچوں کو بتا رھی تھیں، اُس خاتون کی آنکھیں چمک رھیں تھیں، شاید اُن میں ہلکی سی نمی تھی۔ وہ بچے بے حد غور سے اُنھیں سُن رھے تھے۔

"انسان اپنے ماں باپ سے کتنی محبت کرتا ھے ناں، اِسلئے کے اُنہوں نے اُسے پیدا کیا۔ اِس دنیا میں دو رشتے ھیں جن کی انسان دل سے عزت کرتا ھے، اور جن سے وہ محبت رکھتا ھے۔ ایک اُسکے والدین، یعنی وہ جنھوں نے اُسے پیدا کیا، اور دوسرا اُسکا استاد، یعنی وہ جس نے اُسے سکھایا۔ بچو یاد رکھو، ھم سب کا حقیقی خالق اللہ

تبارک و تعالیٰ ھے،اور ھم سب کے استاد اور بہترین معلم ھمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ھیں جنھوں نے ھمیں دنیا و آخرت کی تعلیم دی۔ ھمارے دلوں میں سب سے پہلا درجہ اور سب سے بڑھ کر محبت انہی کے لئے ھونی چاھئے۔اور جو شخص اللہ اور اُس رسول کا قرب حاصل کر لے اُسکی زندگی آسان ھو جاتی ھے۔اللہ کے بارے میں سوچتے رھا کرو،تا کہ کبھی اُسے بھول نہ پاؤ۔"

نرم لہجے میں سمجھاتے ھوئے اُنھوں نے بات کا اختتام کیا تو سب بچے یک زبان ھو کر بولے۔

"ان شاءاللہ بی جان۔"

"اب تم سب اپنے گھروں میں واپس جاؤ اور آج کا دیا ھوا سبق کل سب سے سنا جائے گا۔"اُنھوں نے کہا تو سب سر ہلاتے ھوئے اپنے اپنے پارے سینے سے لگائے واپس چل دیے۔

فاطمہ خاتون نے آنکھیں بند کر کے اللہ کا شکر ادا کیا۔

وہ اِس بڑی حویلی کے کشادہ صحن میں درختوں کے قریب رکھے پلنگ کے اوپر بیٹھیں تھیں۔آج خنکی قدرے کم تھی۔سورج کچھ دیر تک اپنی راہ نکالنے والا تھا۔

''امی، بھائی کو بولیں کہ مجھے کالج چھوڑ آئیں۔''وہ برآمدے سے ھوتی ھوئی صحن میں پہنچی۔

''کیوں تم نے اُسے خود نہیں کہا؟وہ ھے کہاں ؟''انہوں نے حیرت سے پوچھا۔

''پتہ نہیں،آپ خود دیکھ لیں جا کر۔''اُسکے چہرے پر خفگی کے تاثرات تھے۔

''اچھا۔۔۔''

وہ خود ھی اُٹھ کر اُسکے کمرے تک گئیں۔وہ آئینے کے سامنے کھڑا بال سیٹ کر رھا تھا۔اُسکی آنکھیں گہری بھوری تھیں۔اور چہرے کا رنگ گندمی تھا،چہرے پر قابل تعریف چیز اُسکی وضع دار اوپر کو اُٹھی ھوئیں سیاہ مونچھیں تھیں۔وہ اٹھائیس سال

www.novelsclubb.com

کی عمر کا ایک وجیہہ مرد تھا۔ اُس نے آئینے میں اپنے پیچھے کھڑی فاطمہ کو دیکھا اور پھر بالوں کا برش سامنے رکھ کر اُن کی طرف مڑا۔

"کیا ھوا اماں جی؟" اُنہیں یوں گھورتے ھوئے پا کر وہ بولا۔

"جاؤ اور بہن کو کالج چھوڑ کر آؤ۔" وہ تحکمانہ بولیں۔

"ھاں تو اُسی کے لئے تیار ھو رھا تھا____جا ھی رھا ھوں۔" اُس نے کندھے اُچکائے اور باھر نکل آیا۔

"تم نے اُسے کیا بولا ھے جو وہ اِتنی خفا ھو رھی تھی؟" وہ اُسکے پیچھے آتے ھوئے پوچھنے لگیں۔

"میں نے تو اُس سے ایسا کچھ بھی نہیں کہا___آپ خود اُس سے پوچھ لیں، کیوں انا؟ میں نے تم سے کچھ کہا ھے کیا؟" یوں بات کرتے ھوئے وہ انا کو بالکل ایک اداکار ھی لگے تھے۔

www.novelsclubb.com

"کچھ نہیں امی____بھائی نے مجھے کچھ بھی نہیں کہا سوائے اِس کے کہ آج وہ مجھے ہر گز کالج نہیں چھوڑنے جا سکتے کیونکہ اُنہیں ایک خاص کام سے جانا ھے۔" وہ بولی تو اسد کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی تھی جسے وہ فوراً دبا گیا۔

"اسد____؟ نہ کیا کرو بیٹا، ھر وقت تنگ کرنا ضروری نہیں ھوتا۔" فاطمہ نے اُسے فرضاً کہا۔

"امی میں کہاں تنگ کر رھا ھوں اِسے۔۔۔۔ یہ تو ھر وقت ناک پر غصہ سوار کئے رکھتی ھے۔" وہ اُسکی ناک کو چھوتا گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

"چلو آؤ بیٹھو۔۔۔۔چغل خور!!"

وہ مسکراہٹ دبائے بولا۔

"بس کرو اسد۔۔۔۔۔" فاطمہ نے اُسے ٹوکا۔

وہ خفگی سے اُسے جاتے ھوئے دیکھنے لگی۔ پھر اُسکے پیچھے گئی۔

★★★★★★★

Cambridge, UK

میری ذات محض اِک فریب ھے

میری زندگی فقط سراب ھے

مجھے کیا کرو گے جان کر؟

کہ میں عارضی سا خواب ھوں

اِن حسرتوں کے پیڑ پر

کوئی بے طرح سا گلاب ھوں

مجھے اپنی ذات کی خبر کر

کوئی اپنے بارے میں بات کر

میرے ہمنوا، میرے ہمسفر!!

www.novelsclubb.com

تجھے جاننے کے شوق میں

میں نے خود کو ھے گنوا دیا

کوئی اپنے آپ کا نشان دے

کہ مجھے خبر ھو ____ تیری ذات کی !!

ڈائری پر لکھتے اُس نازک ھاتھ کی حرکت تھمی اور پینسل کو ایک طرف رکھتے ھوئے اُس نے اُس ورق کو ڈائری سے الگ کر لیا اور ڈائری بند کر دی۔ وہاں ڈائری کے سیاہ کور پر اُردو میں سنہری حروف میں لکھا گیا نام واضح ھوا تھا۔

"علما۔"

ورق پر لکھے گئے الفاظ کو دہراتے ہوئے اُس کے عنابی لب مسکرا اُٹھے تھے۔ سفید رنگت اور تیکھے نقوش والی لڑکی کی نگاہوں میں ایک انجانا سا احساس تھا جس کے زیرِ اثر وہ خود کو اُن لمحات میں محسوس کر رہی تھی۔

کمرے کے اطراف پر نگاہ دوڑائی جائے تو لگتا تھا کہ جیسے کسی خواب نگر میں آ گئے ہوں۔ ہر دیوار پر الگ سے وال پیپر لگا ہوا تھا۔ پہلی دیوار پر برف سے ڈھکے سفید پہاڑوں کی دنیا تھی تو دوسری طرف آبشاروں کی طرح بہتے چشموں کا منظر۔ کمرے کی تیسری دیوار پر سُرمئی نیلگوں اُفق تلے سُرخ پھولوں کے باغات انسان کو روح تک سرشار کر دیتے تھے۔

www.novelsclubb.com

آخری دیوار پر اُسکا اپنا شہر، اُسکا اپنا ٹاؤن تاریکی میں روشنیوں سے جگمگاتا کیمبرج طلسم بکھیر رہا تھا۔ وہ جب بھی اسے دیکھتی تو اس پر اک سحر سا طاری ہو جاتا تھا۔

یہ ایک طلسماتی سا ماحول تھا۔ اِس کمرے میں واقعی کسی خوابوں کی ملکہ کے بسیرے کا گمان ہوتا تھا۔

ھاتھوں میں موجود ورق کو تہہ کرنے کے بعد وہ ایک گہرا سانس لیتے ھوئے اُٹھ کھڑی ھوئی۔

اِن دنوں وہ یونیورسٹی کے قریب مہک کے ساتھ اپارٹمنٹ میں تھی مگر سردی زیادہ پڑنے کی وجہ سے کچھ گرم کپڑے لینے کل ھی یہاں اپنے گھر آئی تھی اور آج واپس جانے کی تیاری کر رھی تھی۔

سفید ڈھیلی ڈھالی سی گرم شرٹ کے نیچے براؤن ٹراؤزر پہنے وہ الماری کی طرف بڑھی تھی۔الماری کھول کر اُس نے اپنا کیس نکالا اور ساتھ ھی گھٹنوں تک آتا گرم براؤن کوٹ نکال کر پہن لیا۔اور پھر اُس خط نما ورق کو وہ اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ چکی تھی۔آئینے کے سامنے آکر اُس نے پونی اُٹھائی اور پھر اپنے بھاری بھرکم گھنگریالے سنہری بالوں کو اس میں قید کیا۔

ایک سرسری سی نگاہ اُس نے اپنے سادہ سے چہرے پر ڈالی اور پھر اپنا سامان پکڑتی وہ کمرے سے باھر نکل گئی۔

لاؤنج میں ڈائننگ چیئر پر بیٹھی خاتون نے اُسے آتے ھوئے دیکھا تھا۔

"گڈ مارننگ ماما______" تیزی سے اُنکی جانب بڑھتے ھوئے وہ بولی۔

"گڈ مارننگ۔" اُنہوں نے جواباً کہا۔اُن کی نگاھیں مسلسل اُسی پر ٹِکی تھیں۔

"اچھی لگ رھی ھو اِس کوٹ میں___" وہ بولیں۔وہ اب اُن کے سامنے کرسی کھینچ کر بیٹھ چکی تھی۔

"مجھے تو کوئی شوق نہیں ھے یہ گھٹن زدہ کوٹ پہننے کا____ شاید یونیورسٹی پہنچ کر اتار بھی دوں۔" اُسکی بات سن کر وہ ایک پل کے لئے جوس پیتے ھوئے ٹھہر سی گئیں۔

"ایک دن اور رُک جاتیں۔" انہوں نے جوس کا گلاس واپس رکھا۔

"بابا چلے گئے کام پر؟" وہ اُنکی بات بلکل ھی نظرانداز کر گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ھاں وہ آج جلدی ھی چلے گئے۔" وہ خشک ھوتی آواز میں بولیں تو اُس کے چہرے کے تاثرات کچھ تن سے گئے۔ اُس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"تم نے اپنے بارے میں کچھ سوچا ھے؟"

"کس بارے میں؟" وہ بغیر اُنہیں دیکھے بول رھی تھی۔

"اپنی زندگی کے بارے میں؟ کوئی مقصد ڈھونڈا؟ یا شادی۔۔۔" ابھی اُن کی بات جاری تھی مگر وہ پہلے ھی ٹوک گئی۔

"ٹھیک ھے میں چلتی ھوں، لیٹ ھو جاؤں گی، میری بس چھوٹ جائے گی، بائے۔" ایک ھاتھ میں آدھا کھایا ھوا بریڈ اور دوسرے میں کیس پکڑے وہ تیزی سے اُٹھی اور باھر کی جانب قدم بڑھا دیئے۔ اُن کی ایسی باتیں سننے کے لئے اُس کے پاس کبھی بھی وقت نہیں ھوا کرتا تھا۔ اور اِسی وجہ سے وہ اُن سے مزید دور ھوتی جا رھی تھی، یہ بات وہ خود بھی محسوس کر رھیں تھیں۔

وہاں بیٹھے ھوئے اُس نے ایک بار بھی اُن کے چہرے کو نہیں دیکھا تھا اور یہ بات اُنہیں اندر ھی اندر بہت چبھی تھی۔

"گُڈ بائے۔" وہ اُس دروازے کو دیکھتے ھوئے بڑبڑائیں جہاں سے وہ ابھی نکل کر باھر گئی تھی۔

گھر سے باھر سیڑھیوں کے گرد باڑ لگائی گئی تھی جس پر سُرخ پھولوں کی لڑیاں جھول رھیں تھیں۔ آخری زینے پر قدم رکھتے ھوئے اُس نے اپنا بریڈ ختم کیا اور کوٹ کی جیب سے ایک ٹشو پیپر نکال کر منہ صاف کیا۔ وہ سڑک کے کنارے پر چلتی تیزی سے قدم آگے بڑھا رھی تھی۔ اور پھر کچھ فاصلے پر پڑے ڈسٹ بن کے قریب پہنچ کر اُس نے وہ ٹشو اُس میں پھینک دیا۔

آج بھی موسم کافی حد تک خراب تھا۔ اِرد گرد کے تمام گھر برف سے ڈھکے ھوئے تھے۔ برف باری ابھی بھی جاری تھی۔ کیمبرج میں یونہی برف باری ھوتی تھی۔

تب جب اِس کا گمان بھی نہ ھوتا۔ مگر اِس تنگ گلی سے گزرتے ھوئے برف کا گرنا بہت کم ھی محسوس ھوتا تھا۔

بس اسٹاپ کے قریب پہنچنے پر اُسے سُرخ رنگ کی بس نظر آگئی تھی،لوگ دھڑا دھڑ اُس میں سوار ھورھے تھے۔اِس سے پہلے کہ اُس کی بس چھوٹ جاتی وہ بھاگتی ھوئی اُس کے قریب پہنچی اور پھر جلدی سے اُس میں سوار ھوگئی۔اُس کے بیٹھتے ھی بس حرکت میں آگئی تھی۔

ایک گہرا سانس لیتے ھوئے اُس نے بیگ سے ہیڈ فونز نکالے اور انہیں کانوں پر لگاتے ھوئے اُس نے آنکھیں بند کرلیں۔

★★★★★★★★

”تم تو میرے سامنے ایسے آکر منہ بنالیتی ھو صبح صبح ھی جیسے میں تمہیں کالج بھیج رھا ھوں۔“اُس نے "میں" پر زور ڈالا۔" بھئی بات کیا ھے ؟"راستے میں وہ اُسکے

رویے کی وجہ پوچھ رہا تھا اور وہ سوچ رہی تھی کہ واقعی آج کل وہ کچھ زیادہ ہی بیزار رہتی ہے۔

"کچھ نہیں بھائی______میں تو ایسے ہی بس۔" اُس نے جواب دیا۔

"دیکھو انا میں بتا رہا ہوں اگر تُم نے مجھے سچی بات نہیں بتائی تو آئندہ کبھی بھی چھوڑنے نہیں آؤں گا میں۔" وہ ایک بار پھر بولا۔

"کہہ رہی ہوں احمد بھائی جب کچھ ہوا ہی نہیں تو بتاؤں گی کیا؟ اور آپ بھی تو صبح صبح ہی تنگ کرنے لگتے ہیں کبھی کبھی مجھ سے بھی ہو جاتا ہے۔" وہ کچھ بیزاری سے بولی تو اسد نے ہنکارا بھرا۔

"اچھا تو یہ وجہ ہے تمہارے اِس رویے کی؟" اب کے وہ گہرا سانس لیتے ہوئے بولا۔ انا کے چہرے پر نا سمجھی کے تاثرات اُبھرے۔

"کیا مطلب؟" اُس نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے اسد کی جانب چہرہ گھمایا۔

''احمد۔۔۔۔'' اسد کے یک لفظی جواب پر اُسکی آنکھیں حیرت سے کُھلیں۔ کچھ دیر تک وہ کچھ بھی نہ بول پائی۔

''یہی بات ھے نا؟ احمد کی غیر موجودگی کی وجہ سے ھی ھے نا ایسا؟'' اسد نے ایک بار پھر پوچھا تو وہ کچھ بھی بول نہ پائی۔ پھر کچھ دیر بعد سنبھل کر پوچھا۔

''آپ۔۔۔۔آپ کو کیسے پتہ؟''

''ابھی ابھی میرا نام لینے کے بجائے تم مجھے احمد بھائی کہہ رہی تھی۔۔۔ نہیں مطلب میری تو جیسے کوئی اہمیت ھی نہیں ھے۔۔۔۔ایک چھوٹی سی بات بھی نہیں بتاتی تم مجھے۔'' اب وہ خفگی سے کہہ رہا تھا۔ انا نے ماتھے پر ھاتھ مار کر خود کو کوسا۔

کالج کے سامنے اُس نے گاڑی روک دی۔ وہ اُتر کر ایک پل کو ٹھہر گئی۔ اسد بھی گاڑی سے نکل کر اُسکے سامنے ھی کھڑا تھا۔ اُسے دیکھنے لگی پھر کچھ سوچ کر بولی۔

"ایسا کچھ نہیں ہے بھائی۔۔۔میں واقعی احمد بھائی کو یاد کر رہی تھی مگر اِس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ کی میرے لئے کوئی اہمیت نہیں ہے۔" وہ نرمی سے کہنے لگی تو اسد نے کچھ سوچتے ہوئے ابرو اٹھائے۔

"اور میں یہ کیسے مان لوں؟" اُس کی بات پر انا نے بھی سینے پر ہاتھ باندھ لئے پھر کچھ رازداری سے بولی۔

"چھٹی پر گول گپے کھائیں گے۔" اُسکے مسکراہٹ دبائے کہنے پر وہ بھی ہنس دیا۔

"اچھا پھر ٹھیک ہے ____ خیال رکھنا۔" وہ بولا اور وہ کالج میں داخل ہو گئی۔

"بہت پیارے ہے آپ دونوں بہن بھائی میں، نظر نہ لگے کبھی۔" وہ واپس پلٹنے والا تھا جب کسی کی آواز اُس کے کانوں میں پڑی۔ وہ کالج کے دروازے میں بیٹھا چوکیدار تھا۔

''ارے خوشی بابا آپ اِدھر ھی ھیں، معاف کیجیے میں نے آپ کو دیکھا ھی نہیں۔''اُس نے معذرت خواہ نظروں سے اُنہیں دیکھا۔

''کوئی بات نہیں چوھدری صاحب_____ھم تو روز آپکے آنے کا انتظار کرتا ھے، آپ کو دیکھ کر خوشی جو ھوتا ھے۔''وہ اپنے خالص پشتو لہجے میں بولے۔اسد مسکرایا۔کچھ دیر یونہی اُن سے معمول کی باتیں کرنے کے بعد وہ واپس آ گیا۔

★★★★★★★★

وہ دبلا پتلا سا بچہ جس کی عمر قریباً تیرہ برس تھی مغرب کی نماز پڑھ کر کوٹھڑی سے باھر نکلا۔تب تک اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔وہ باھر پڑی چارپائی سے اپنا چھوٹا سا رومال اُٹھا کر اُسے تہہ کرنے لگا۔اُسی اثنا کہیں دور کچھ آوازیں سنائی دیں۔

''اِس وقت یہ آوازیں کس کی ھو سکتی ھیں؟''وہ زیرِلب بڑبڑایا۔

اچانک ھی اُس نے اپنے دائیں طرف کھیتوں کے بیچ تیزی سے بھاگتے ھوئے شخص کو دیکھا۔ چاند کی ہلکی سی روشنی میں اُسے اُن کا عکس ھی دکھائی دیا تھا مگر وہ اُنہیں پہچان چکا تھا۔ وہ شینخو چچا تھے جو اُس کے بابا کے دوست بھی تھے۔

"مگر اِنہیں ھوا کیا ھے، یہ اِس طرح کیوں بھاگ رھے ھیں؟" اُس نے خود سے پوچھا۔ اِس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھ کر اُن تک پہنچتا اُس نے ایک اور شخص کو اُن کے پیچھے بھاگتے دیکھا تھا۔

وہ پیچھے ہٹ گیا۔ اُس شخص کے ھاتھ میں ریوالور تھا وہ دیکھ سکتا تھا۔ وہ فوراً ھی ایک دیوار کے پیچھے چھپ کر اُنہیں دیکھنے لگا۔

شینخو چچا کے قدم بھاگتے بھاگتے اچانک سے لڑکھڑائے اور وہ نیچے گر گئے تھے۔ وہ شخص اب اُن کے سر پر آ پہنچا تھا۔ اُسی پل اُس کا چہرہ عیاں ھوا تھا۔۔۔ وہ شہیر شاہ تھا، حکیم شاہ کا بیٹا۔ اِس شخص سے بھی وہ بخوبی واقف تھا۔

اُس نے ھاتھ میں پکڑا ریوالور شیخو چچا کے سر پر رکھ دیا تھا۔اور اُس بچے کی سانسیں اچانک ھی تیز ہو گئیں۔

"یہ شخص کر کیا رھا ھے۔" وہ خوفزدہ چہرے سے اُنہیں دیکھ رھا تھا۔اُسے سمجھ ھی نہیں آیا کہ وہ کیا کرے، وہ اپنے سامنے کسی کو یوں قتل ھوتے ھوئے دیکھ رھا تھا اُسے یقین ھی نہ آیا۔

"میری شکایت لگائے گا تُو؟ جانتا بھی ھے کہ میں ھوں کون؟ تُو کیا سمجھا تھا کہ تُو کچھ بھی کہے گا اور میں تجھے ایسے ھی چھوڑ دوں گا، جانے دوں گا تجھے؟ شہیر شاہ کبھی بھی اپنا کام ادھورا نہیں چھوڑتا۔" وہ شخص غصے سے کہہ رھا تھا۔اُسکی آواز بآسانی اُس بچے تک پہنچ رھی تھی۔وہ سانس روکے خاموشی سے سنتا رھا۔

"ایک سال سے تیری بیٹی میرے پیچھے پڑی ھے، آج اگر میں نے اُسکی بات مان لی تو کیا قیامت آگئی؟" وہ اب سمجھ چکا تھا کہ شہیر شاہ کیوں شیخو چچا کو مارنا چاہتا ھے۔

www.novelsclubb.com

وہ آہستگی سے اپنی جگہ سے اُٹھا۔اُسکے ذہن میں اِس وقت صرف ایک ھی چیز آرھی تھی۔وہ دوبارہ اُس کوٹھڑی کی طرف بڑھ گیا۔

تیس سیکنڈ کے بعد جب وہ باھر نکلا تو اُس کے ھاتھ میں ایک پستول تھا______سیاہ اور چمکتا ھوا۔

اُس نے اپنے سُرخ رومال کو یوں چہرے پر لپیٹ لیا تھا کہ صرف آنکھیں ھی عیاں تھیں۔اُس نے محسوس کیا تھا کہ اُس کا دل تیزی سے دھڑک رھا ھے۔اور ھاتھ کانپ رھے تھے۔

"مجھے یہ کرنا ھی ھوگا______میں یہ کر سکتا ھوں۔"اُس نے خود کو اعتماد دلایا اور اُسی دیوار کے پیچھے آ بیٹھا جہاں سے وہ اُنہیں آسانی سے دیکھ اور سُن سکتا تھا۔

"مجھے معاف کردو______میرے سوا میری بیٹی کا کوئی نہیں ھے شہیر شاہ، مجھ پر رحم کرو۔"شیخو چچا نے روتے ھوئے التجا کی تھی۔

''اُس کی فکر اب تجھے کرنے کی ضرورت نہیں ھے______ تیری بیٹی کے لئے میں ھی کافی ھوں۔'' وہ شیطانی مسکراہٹ لئے بولا۔

اُس نے اپنی ایک آنکھ بند کر کے نشانہ لیا تھا۔ ھاتھ مسلسل کانپنے کی وجہ سے وہ ٹھیک طرح سے نشانہ نہیں لے پا رھا تھا۔ وقت کم تھا اور وہ شخص کبھی بھی گولی چلا سکتا تھا۔ اُس نے اپنی خوف سے پھیلی آنکھیں بند کیں اور ایک گہرا سانس لیا۔ وہ ایک بار پھر سے نشانہ لے رھا تھا۔ اگلے ھی پل گولی چلنے کی آواز سنائی دی۔

گولی شہیر شاہ کی ٹانگ پر لگی تھی۔ گولی لگنے کے باعث وہ کراھتا ھوا نیچے گر گیا۔ اُسکے ھاتھ سے پستول بھی چھوٹ چکا تھا۔

اُس بچے کی دھڑکن کی اسپیڈ ایک دم ھی مزید بڑھ گئ تھی۔ یہ پہلی بار تھا جب اُس نے گولی چلائی تھی اور وہ سیدھی نشانے پر جا کے لگی تھی۔ اُسکا دھیان اس وقت صرف شیخو چاچا پر تھا۔ وہ حیرت سے گنگ اُس سمت دیکھ رھے تھے جہاں سے گولی

www.novelsclubb.com

چلنے کی آواز آئی تھی۔اور پھر اُنہوں نے اُسے دیکھا۔وہ تیزی سے اُن کی طرف بڑھا اور لے کر وہاں سے بھاگ آیا۔

★★★★★★★

وہ سبزہ زار کے قریب بنی عمارت تھی جس کے دوسرے فلور پر گلاس وال کے قریب کھڑا وہ ھاتھ میں شکار والی بندوق تھامے ایک آنکھ بند کئے سامنے کہیں زرد پتوں والے درختوں کی سمت نشانہ باندھ رہا تھا۔یوں کھڑے اُسکا آدھا چہرہ ھی عیاں تھا۔اُسکی سرمئی نگاہ برف جیسی دِکھتی تھی۔یخ اور بے تاثر۔

سیاہ پیچ دار بال اپنی جگہ پر جم سے گئے تھے۔وہ سیاہ ٹرٹل نیک شرٹ کے نیچے سیاہ ھی جینز پہنے ھوئے تھا۔ھاتھ میں پہنی گئی قیمتی گھڑی بھی سیاہ تھی۔وہ مکمل طور پر سیاہ میں ملبوس تھا۔

www.novelsclubb.com

”تمہارا اور گنز کا آپس میں ایسا کون سا رشتہ ھے؟“ اُسکے پیچھے سے کسی کی مسکراتی ھوئی آواز اُبھری تھی۔ رضا اُسکے پیچھے دونوں ھاتھوں میں کافی کے دو مگ لئے کھڑا تھا۔

”محبت کا۔“ وہ ٹھہر کر بولا۔ اُسکا سرمئی ارتکاز ٹوٹا تو اُس نے ھاتھ میں پکڑی بندوق پیچھے دیوار پر لگائی۔ رضا نے ابرو اُٹھایا پھر سکون سے بولا۔

”یاد رکھنا۔۔۔ محبت رسوا کرتی ھے۔“ اُسکے جملے پر سامنے کھڑے شخص کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔ پھر اگلے ھی پل وہ سنجیدہ ھوا۔۔۔ اب اُسکا چہرہ پہلے کی طرح بے تاثر تھا۔

رضا کے مقابل کھڑا وہ شخص اسمارٹ دِکھتا تھا۔۔۔ اسمارٹ اور وجیہہ۔

وہ اُس کے ھاتھ سے مگ لیتے ھوئے صوفے پر جا بیٹھا۔

www.novelsclubb.com

"یہ بات تم کس سے کہہ رہے ہو رضی؟ احمد جبریل سے؟" اُسکا لہجہ محظوظ کن تھا۔

"یاد رکھنا۔۔۔احمد جبریل محبت کو ٹریپ کر سکتا ہے مگر محبت احمد جبریل کو ٹریپ نہیں کر سکتی۔" کہہ کر اُس نے کافی کا مگ لبوں سے لگا یا۔

رضا ابھی تک گلاس وال کے قریب ہی کھڑا تھا۔اُسکی بات پر معنی خیز نگاہوں سے اُسے دیکھا۔

"محبت کو ٹریپ؟ غلط بات ہے احمد۔۔۔محبت ٹریپ کرنے کی چیز نہیں ہے،یہ اُلجھاتی ہے اِس سے اُلجھا جاتا ہے۔" رضا کا انداز جتانے والا تھا۔ مگر ٹانگ پر ٹانگ جمائے صوفے پر بیٹھا شخص اس بات سے متاثر ہونے والا نہیں تھا۔

"میں محبت جیسی چیز سے اُلجھنے والا بندہ نہیں ہوں رضی۔۔۔مجھے لوگوں کے منہ پھیر لینے نے کبھی بھی متاثر نہیں کیا۔۔۔محبت کا منہ پھیر لینا بھی دیکھا ہے میں نے۔۔۔ہلکی سی تکلیف کے سوا کچھ محسوس نہیں ہوتا۔" اُسکی یخ سرمئی آنکھوں

میں ہلکی سی تکلیف کے سوا واقعی کچھ نہیں تھا۔رضا نے حیرت سے اُسکی جانب دیکھا۔

''تم دیکھنے میں اتنے سنگدل لگتے تو نہیں ھو احمد۔'' وہ اُسے گہری نظروں سے دیکھ کر سوچتے ھوئے بولا۔احمد تلخی سے مسکرایا۔

''کون سی ایسی چیز ھے جو جیسی دیکھنے میں لگتی ھے بلکل ویسی ھی ھوتی ھے؟'' وہ آگے کو ھوتا دلچسپی سے پوچھنے لگا۔رضا نے شانے اچکائے۔

"چیزوں اور لوگوں میں فرق ھوتا ھے۔" وہ آرام سے بولا۔

''ھاں بالکل بہت فرق ھوتا ھے۔۔اور انسان چیزوں سے کہیں زیادہ غیر متوقع اور پیچیدہ ھوتے ھیں۔چیزیں خود کو سمجھنے کا موقع دیتی ھیں مگر انسان کبھی بھی خود کو سمجھنے کا موقع نہیں دیا کرتے۔'' وہ سامنے کسی غیر مرئی نقطے پر نگاھیں جمائے بولا۔رضا اب گلاس وال سے ہٹ کر اُس کے سامنے آبیٹھا تھا۔

”تمہارے منطق میری سمجھ میں تو کم از کم نہیں آنے والے۔۔۔ بات شروع ھوئی تھی محبت سے، اور چلی گئی لوگوں کو سمجھنے تک۔۔۔ ٹھیک ھی کہا ھے کسی شاعر نے۔۔۔ بات نکلے گی تو پھر دور تلک جائے گی۔“ رضاب اپنے ازلی انداز میں واپس آ چکا تھا۔ احمد نے مسکرا کر سر جھٹکا۔ پھر کافی ختم کرتا اٹھ کھڑا ھوا۔ صوفے پر پڑا کوٹ اُٹھایا اور کندھے پر رکھتا ہمیشہ کی طرح اُس سے مخاطب ھوا۔

”اچھا چلتا ھوں۔۔۔ زندگی رھی تو پھر ملیں گے۔“

اور رضا نے ھاتھ ماتھے تک لے جا کر اُسے سلام کیا تھا۔

★★★★★★★★

وہ تیزی سے گاڑی سڑک پر دوڑا رھا تھا۔ اُس کا رُخ اب اپنے آفس کی جانب تھا۔ کچھ دیر بعد اُس نے گاڑی ایک اونچی عمارت کے سامنے روکی اور باہر نکل آیا۔ ابھی زینے عبور کر کے داخلی دروازے تک پہنچا ھی تھا کہ سامنے سے آتا جیک مؤدب سا ھو کر وہیں رک گیا۔

www.novelsclubb.com

"ہیلو سر۔۔۔گُڈ مارننگ۔" احمد نے سر کے خم سے اُسے جواب دیا اور آگے بڑھ گیا۔ جیک اب کے اُس کے پیچھے پیچھے چلتا آرہا تھا اور ساتھ ساتھ اُسے آنے والے پراجیکٹس کی فائلز کی تفصیلات سے بھی آگاہ کرنے لگا۔

"سر اُسکے لئے ایک نئ لڑکی ہائیر کی ھے۔۔۔اُسکا تجربہ تو اتنا مضبوط نہیں ھے لیکن وہ اِس قابل ھے کہ اِس پراجیکٹ کو مانیٹر کرسکے۔" وہ اُس سے ایک قدم کے فاصلے پر چلتا تیز تیز آواز میں بول رہا تھا۔ احمد نے رک کر اُسے دیکھا۔

"ٹھیک ھے لیکن تمہیں اِس کام کے لئے کسی لڑکے کو ہائیر کرنا چاھئے تھا جیک۔۔۔لیکن چلو آج پہلے میری میٹنگ ارینج کرواؤ پھر دیکھتے ھیں کہ کیا کرنا اُس لڑکی کا۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"جی سر۔" جیک نے سمجھ کر سر ہلایا تو وہ پلٹ گیا۔

آفس تک کے راستے میں آتے ہر شخص نے اُسے اُٹھ اُٹھ کر سلام کیا تھا۔ اُسکی کمپنی میں کام کرنے والے بہت کم لوگ ایسے تھے جو غیر مسلم تھے۔ اس انڈسٹری میں

www.novelsclubb.com

خاص طور پر مسلمانوں کو جاب دی جاتی تھی۔ جبکہ غیر مسلموں میں جو لوگ بہت زیادہ قابل تصور کیے جاتے صرف وہی جبریل انڈسٹریز کا حصہ بنتے تھے۔

اُس وقت وہ آفس میں بیٹھا سامنے لیپ ٹاپ کھولے کچھ ٹائپ کرنے میں مگن تھا۔ آنکھوں میں رہنے والا تلخ تاثر کہیں غائب ہو چکا تھا۔ اُسی لمحے دروازے پر دستک دیتی وہ اندر داخل ھوئی تھی۔ وہ اپنی سیٹ پر ھی سیدھا ھو بیٹھا۔ آنکھوں میں غیر شناسا تاثر لئے وہ اپنے سامنے کھڑی اُس پست قامت سی نازک سراپا لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔ وہ ہلکے سبز لانگ ڈریس میں ملبوس چہرے کو چھوٹے سے اسکارف سے حجاب میں لپیٹے ھوئے تھی۔

www.novelsclubb.com

"سر آپ نے مجھے بلایا تھا؟" وہ اب اُس سے پوچھ رھی تھی۔ احمد کو پہلی نظر میں ھی وہ حد سے زیادہ معصوم لگی تھی۔

"ھاں۔۔۔ بیٹھو۔"

اُس نے سامنے کرسی کی جانب اشارہ کیا تو وہ بغیر کچھ کہے سامنے بیٹھ گئی۔اور پورے انہماک سے اُسکی جانب متوجہ ھو گئی۔احمد میز پر اپنے دونوں ھاتھ ملا کر رکھتے ھوئے آگے کو ھوا۔

"جیک نے تمہیں میرے بارے میں تو بتا ھی دیا ھو گا لیکن یاددہانی کے طور پر ایک بار پھر بتا دوں،اِس انڈسٹری کا اونر ھوں میں،احمد جبریل۔"

سنجیدگی اور رعب تو اُسکے مزاج میں کُوٹ کُوٹ کر بھرا ھوا تھی۔اتنا رعب لے کر کہاں جائے گا وہ؟

وہ پھر سے بولا۔

"اِس پراجیکٹ کے لئے ڈیزائنر کا انتخاب میں نے جیک کے سپرد کیا تھا اور اُس نے تمہیں منتخب کیا۔۔۔اگر اُس نے تمہیں منتخب کیا ھے تو یقیناً کچھ دیکھ کر ھی کیا ھو گا۔۔۔لیکن میں ذاتی طور پر خود بھی دیکھنا چاھتا ھوں کہ تم اِس کو مانیٹر کرنے کے قابل ھو یا نہیں،تو اپنے بارے میں کچھ بتاؤ۔"اُس نے تیزی سے بولتے ھوئے

www.novelsclubb.com

آخر میں اپنے میز پر رکھے گئے ھاتھ ہٹائے اور کرسی پر پیچھے کو ھو کر ٹیک لگالی۔ جیسے اُسے بولنے کے لئے اسپیس دے رھا ھو۔

''میرا نام کنزہ نور ھے، پچھلے پانچ سالوں سے میں کینیڈا میں ھی ھوں، اِس سے پہلے پاکستان ھوتی تھی۔ فیملی کے بارے میں تو یقیناً آپ کوئی سوال نہیں کرنا چاھیں گے، اگر تجربے کی بات کی جائے تو میں اِس سے پہلے تین انڈسٹریز میں کام کر چکی ھوں، لیکن یہ پراجیکٹ میرے لئے ایک نیا تجربہ ھوگا۔ اِس سے پہلے جس کمپنی میں کام کے لئے میں گئی تھی اُن لوگوں کے اصول زندگی مشکل کر دینے والے تھے۔ بلکہ وہ ورکرز کو زندگی اُن کے اصولوں کے مطابق گزارنے پر مجبور کر دیتے تھے، اور میں صرف ایک چھوٹی سی جاب کے لئے اپنے اصول نہیں بدل سکتی تھی، یہی وجہ ھے کہ میں نے بہت جلد ھی اُن سے چھٹکارا حاصل کر لیا۔ اور اب میں یہاں جبریل انڈسٹریز میں مسٹر احمد جبریل کے سامنے ھوں۔ اُمید کرتی ھوں کہ میرے کام میں بھی آپ کو کوئی خامی نظر نہیں آئے گی۔'' وہ بولتی گئی۔ اُسکی آواز

www.novelsclubb.com

میں کہیں بھی لکنت کا شائبہ تک نہیں تھا۔وہ معصوم دِکھنے والی لڑکی بولنے میں کافی پُراعتماد محسوس ھورھی تھی۔اوراُسکی سیاہ آنکھوں کا سپاٹ سا ارتکاز اُسے مزید پُر اعتماد بنا رھا تھا۔

احمد نے اُسکی وضاحت پر اثبات میں سر ہلایا۔اُسکی جانب ایک بار بغور دیکھا پھر سامنے کھلے لیپ ٹاپ پر کچھ ٹائپ کر کے دوبارہ اُسکی جانب متوجہ ھوا۔

"مِس کنزہ نور ________ زندگی ھمیں بہت سے مواقع دیتی ھے خود کو بدلنے کے۔۔۔اگر آپ کو یقین ھے کہ آپ درست راستے پر چل رھے ھیں تو کبھی بھی پیچھے نہ ہٹیں،پھر چاھے جو کچھ بھی ھو جائے،آپ کو اپنا راستہ نہیں بدلنا۔لیکن اگر آپ کو لگتا ھے کہ جو راستہ آپ کے سامنے ھے وہ آپ کے اپنے راستے سے بہتر ھے تو اُسے چھوڑ کر وہ نیا راستہ اپنا لینا چاھیئے،فکر نہ کریں۔۔۔ھم لوگوں کی زندگی مشکل نہیں بناتے،ھم لوگوں کے لئے راستے بناتے ھیں،پھر وہ جس راستے کو چننا

چاھیں یہ اُن کی مرضی ھے۔۔۔۔اب آپ جاسکتی ھیں۔"اِس بار اُسکا انداز پُر سکون تھا مگر چہرے کے تاثرات ویسے ھی تھے، سنجیدہ۔

اُس نے کنزہ نور کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھی تھی۔ بلکل ہلکی سی مسکراہٹ۔ پھر وہ سر اثبات میں ہلاتے ھوئے اُٹھ کھڑی ھوئی اور اُسی انداز میں چلتی ھوئی باھر نکل گئی۔

اُسکے باھر جانے کے بعد احمد کے فون کی گھنٹی بجی۔اُس نے ریسیور اُٹھایا تو دوسری طرف سے جیک کی خوشگوار سی آواز موصول ھوئی۔

"دیکھا سر۔۔۔کہا بھی تھا کہ جیک کچے کام نہیں کیا کرتا۔پسند آیا نا آپ کو میرا نیا ڈیزائنر؟"

احمد کی سرمئی آنکھیں اُس کے انداز پر مسکرائیں تھیں۔

"مجھے تمہارے کسی کچے کام کا انتظار ھی رھے گا جیک۔"

دوسری طرف سے اُسکی دبی دبی سی ہنسی کی آواز اُبھری۔

"سر انتظار تو کبھی نہ ختم ہونے والی چیز ہے، لیکن میری طرف سے آپ کسی ایسے کام کی توقع رکھنا چھوڑ دیں ورنہ آپکو ہر بار مایوسی کا سامنا کرنا پڑے گا۔"

احمد بغیر دیکھے بھی بتا سکتا تھا کہ اِس وقت وہ بتیسی باہر نکالے کرسی پر جھول رہا ہوگا۔

"پریشان کرنے کے لئے سوری سر، رکھتا ہوں فون۔" جیک نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر فون رکھ دیا۔

"کبھی تو تم بھی غلطی کروگے جیک۔۔۔ ہر کوئی ہر بار اتنا ایکوریٹ نہیں ہو سکتا۔"

احمد ایک گہرا سانس لیتے ہوئے مسکرایا۔ پھر میز پر رکھی فائلز اُلٹ پُلٹ کرنے لگا۔

★★★★★★★★

Cambridge, UK

اُس وقت وہ مہک کے پاس اپارٹمنٹ میں ھی موجود تھی۔مہک کو شاید سردی کی وجہ سے بخار ھو رھا تھا اِسی لئے وہ معمول کے خلاف یونیورسٹی کے لئے تیار ھونے کے بجائے بستر میں پڑی تھی۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک تو ھے نا مہک؟اگر زیادہ خراب ھو رھی ھے تو ڈاکٹر کے پاس چلتے ھیں۔" علما اُسکے بیڈ کے قریب ھی اسٹول رکھے بیٹھی کافی فکر مند دکھائی دے رھی تھی۔

"نہیں علما۔۔۔بس ہلکا سا بخار ھے کچھ دیر آرام کروں گی تو ٹھیک ھو جاؤں گی۔ زرنا اماں نے تو قہوہ پینے کی بھی ہدایت کی ھے۔" وہ اُسے نیم باز نگاھوں سے دیکھتی ھوئی بولی۔

علما نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اچھا پھر تمہارے لئے قہوہ بنا دیتی ھوں۔" وہ اُٹھ کر جانے لگی لیکن مہک نے فوراً ھی روکا۔

''نہیں۔۔۔۔تم یونیورسٹی جاؤ، پہلے بھی تین دن سے نہیں گئی تم۔'' مہک نے کہا تو علما نے کچھ خفگی سے اُسے دیکھا۔

''ارے میں بالکل ٹھیک نہیں۔۔۔لیکن پھر بھی ٹھیک ھوں۔تم جاؤ۔'' مہک مضبوط لہجے میں کہہ کر سیدھی ھوئی۔علما نے سمجھتے ھوئے سر ہلایا۔پھر اُسے کچھ ہدایات دے کر یونیورسٹی کے لئے اپارٹمنٹ سے باھر نکلی۔

گھر کے باہر چھوٹا سا باغیچہ تھا جس میں ایک طرف ایک سائیکل رکھی تھی۔وہ سائیکل لئے اُسے تیزی سے چلاتی ھوئی کیمبرج یونیورسٹی پہنچی تھی۔آج موسم خوشگوار تھا۔سورج نے سفید برف سے ڈھکے درختوں کو سبزے کی رونق عطا کی تھی۔

اُسکا حلیہ اب قدرے مختلف تھا۔وہ اپنا لانگ براؤن کوٹ اُتار چکی تھی اور پونی میں بندھے گھنگریالے بال اب کھلے ھوئے کمر پر جھول رہے تھے۔یونیورسٹی پہنچ کر اُس نے سیدھا ڈیپارٹمنٹ کا رُخ کیا تھا۔کلاس روم میں اُسے وہ نظر نہیں آیا تو

کمرے سے باھر کوریڈور سے ھوتی ھوئی اپنی مطلوبہ جگہ کی طرف بڑھ گئ۔ کچھ آگے پہنچنے پر اُسے اپنا مطلوبہ شخص دو لڑکیوں کے ساتھ بیٹھا مسکراتا ھوا دکھائی دیا۔

ایک گہرا سانس لیتے ھوئے وہ اُن کی طرف بڑھی۔

"ہے ایلون____ہیلو میریکل____ایلینور!!

یکے بعد دیگرے اُن تینوں افراد کے نام لیتے ھوئے وہ مسکرائی تھی۔

"ہے ہیلو علما______کیسی ھو تم؟" ایلون خوشگواری سے مخاطب ھوا۔ ساتھ بیٹھی دونوں لڑکیوں نے بھی مسکراتے ھوئے سر کو خم دیا۔ اُن میں سے ایک تو مغربی لباس میں ھی تھی مگر ایلینور مکمل لباس پہنے سر پر حجاب لپیٹے ھوئے تھی۔

"بالکل ٹھیک ھوں میں_____اور تم؟" علما نے تذبذب سے اِدھر اُدھر دیکھا۔

"میں تو ھمیشہ کی طرح فٹ فاٹ۔" ایلون اب اپنی جگہ سے اُٹھ گیا۔ وہ سمجھ چکا تھا کہ وہ اُس سے کوئی ضروری بات کرنا چاھتی ھے ورنہ تو وہ اُسے گھاس ڈالنے بھی نہیں آتی تھی۔

"آپ لوگ باتیں جاری رکھیں_____میں ابھی آتا ھوں۔" وہ اُن دونوں سے کہہ کر علما کے ساتھ چلنے لگا۔

"کیا پریشانی ھے مِس؟" کچھ آگے پہنچ کر وہ بولا تو وہ ہلکے سے مسکرا دی۔

"اونہوں_____کوئی پریشانی نہیں ھے____پریشانیاں مجھ سے کوسوں دور رھتی ھیں____ھاں بس اُلجھنوں کو میرا علم ھو چکا ھے۔" اُس نے جواب دیا۔

"اوکے اوکے پلیز____میرے سامنے اپنے اِس اندرونی عجیب سے شاعر کو مت جگایا کرو، یہ بتاؤ بات کیا ھے؟" وہ کسی بہت اچھے دوست کی طرح پوچھ رھا تھا یوں جیسے اپنے سارے راز وہ اُسے ھی بتاتی ھو۔

"کچھ خاص نہیں______بس یہ پوچھنا تھا کہ اتاش کہاں ہے آج کل؟ سنا ہے کل بھی نہیں آیا تھا۔" اُس نے پوچھا۔

"اوہ اوہ______تو تمہاری اُلجھن مسٹر اتاش سے جُڑی ہے۔۔۔میں پہلے کیوں نہیں سمجھ پایا۔" اُس نے ماتھے پر افسوس سے ہاتھ مارا۔

"زیادہ ہوشیار بننے کی کوشش کیوں کر رہے ہو ایلون؟ جتنا پوچھا ہے بس اُتنا بتا دیا کرو۔" علما نے تیوری چڑھائی تو اُس کے چہرے کی رنگت پھیکی پڑ گئی۔

"پچھلے دِنوں اُسے کچھ کام تھے جو اُس کے لئے اہم تھے اِس لئے آ نہیں سکا______اور آج تو وہ یونیورسٹی میں ہی ہے، تمہیں اندازہ ہونا چاہئے کہ وہ کہاں ہو گا۔" اب کہ وہ سنجیدہ ہو چکا تھا۔ وہ اُسے ہمیشہ یوں ہی سنجیدہ کر دیا کرتی تھی۔

"کیسے اہم کام؟"

”اپنے اھم کام تو وہ مجھے بھی نہیں بتاتا_____ویسے تم کیا اُسکی جاسوسی کر رھی ھو؟“ وہ مشکوک ھوا تھا۔چلتے چلتے وہ اب اُن دو لڑکیوں سے بہت آگے آ چکے تھے۔

”ڈونٹ بی اسٹوپڈ ایلون!

(don't be stupid Elvin)

وہ رُکتے ھوئے ایک تاسف بھری نگاہ اُس پر ڈال کر بولی اور تیزی سے قدم اُٹھاتی وہاں سے چلی گئی۔اور وہ وہیں ساکت کھڑا اُسے جاتے ھوئے دیکھتا رہ گیا۔

شاید کوئی بھی یوں کچھ ھی لمحوں میں اِس طرح اُسے بے عزت نہیں کرتا تھا جیسے وہ کر گئی تھی۔

”یہ لڑکی نہیں۔۔۔۔چڑیل ھے!!“

ایلون نے ھمیشہ کی طرح اُس کے جانے کے بعد اپنا غصہ کم کرنے کی کوشش کی تھی۔

www.novelsclubb.com

★★★★★

ایلون نے اُسے بتایا تو نہیں تھا کہ اتاش اِس وقت کہاں ہے مگر اُس نے یہ اشارہ ضرور دیا تھا کہ وہ وہیں ہے جہاں وہ ہمیشہ ہوتا ہے۔ایلون اُن دونوں کا مجموعی دوست تھا لیکن علما سے پہلے وہ اتاش کا دوست تھا اور اتاش کی وجہ سے ہی اُس کی دوستی علما سے بھی ہوئی تھی۔جو شاید صرف نام کی دوستی تھی۔وہ زیادہ تر اُن دو لڑکیوں کے ساتھ ہی ہوتا تھا جن میں سے ایک کا نام میریکل اور دوسری کا نام ایلینور تھا۔وہ دونوں ہی کیتھولک تھیں۔مگر ایلینور مذہب کی پیروی زیادہ کرتی تھی۔کبھی کبھی تو علما کو اُس کا حلیہ دیکھ کر شک ہوتا تھا کہ کہیں وہ مسلمان تو نہیں؟ اُس نے مہک سے بھی یہ بات کہی تھی۔اور مہک نے اُسے بڑے سکون سے جواب دیا تھا۔

"دیکھو علما۔۔۔کوئی بھی مذہب بُرا نہیں ہوتا۔۔۔ہر مذہب میں کوئی نہ کوئی اچھائی ہی ہوتی ہے۔۔۔برائیاں مذاہب میں نہیں انسانوں میں ہوتی ہیں۔اور ہر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مذہب میں ہر قسم کے لوگ پائے جاتے ھیں۔۔۔کچھ مسلمان اسلام کی پیروی نہیں کرتے اور کچھ عیسائی، عیسائیت کی پیروی نہیں کرتے۔۔۔اِسی طرح وہ لوگ بھی اُسی مذہب کا حصہ ھوتے ھیں جو اپنا ہر کام مذہب کے نام پر کرتے ھیں۔اِس لئے اِس بارے میں زیادہ مت سوچو کہ کس کا مذہب کیا ھے؟اگر وہ انسان اچھا ھے تو اُسے کسی روز ہدایت مل ھی جائے گی۔"مہک کی باتیں سوچ کر اُس نے سر جھٹکا۔

وہ اُس قدیم یونیورسٹی کی لمبی راہداریوں سے گزرتی ھوئی اُس مقام کی طرف جا رھی تھی جہاں اُسے اُس شخص سے ملنا تھا۔

اور آخر کار وہ یونیورسٹی کے اُس درمیانی ایریا(لان) میں پہنچی۔وہ ھمیشہ یہیں ھوتا تھا اُس سبز گھاس کے قریب۔

www.novelsclubb.com

وہ اِرد گرد نگاھیں دوڑاتی اُسے ڈھونڈنے لگی،اور وہ وہیں تھا۔ستون سے ٹیک لگائے کتاب سامنے کھولے بیٹھا۔اُسکے بالوں اور بیرڈ کی رنگت ایک جیسی بھوری تھی۔اُسکے چہرے کے نقوش تُرکوں سے ملتے تھے۔

"تم پڑھتے بھی ھو؟"اُسکے قریب پہنچ کر وہ سرگوشی کی صورت میں بولی۔

"ہے تم۔۔۔؟"وہ خوشگوار سی حیرت لئے بولا۔

"بالکل پڑھتا ھوں۔۔۔اپنے کورس کے علاوہ ھر کتاب پڑھتا ھوں۔"اُس نے اپنی بھوری پلکیں اُٹھائیں۔

"کیا بات ھے پھر تو۔۔۔ایسے لوگ تو کافی خطرناک ھوتے ھیں۔"وہ بھی آلتی پالتی مار کر اُسکے مقابل بیٹھ گئی۔

"اور وہ کیسے؟"اُس نے بھنویں اُچکائیں۔

''کیونکہ وہ کورس کی کتابیں پڑھے بغیر ھی ٹاپ کر جاتے ھیں اور پھر جینئس کہلائے جاتے ھیں۔'' وہ کہہ کر خود بھی مسکرائی۔وہ بھی اُسکی بات پر ایک خوشگوار قہقہہ لگا کر ہنسا۔ پھر کچھ دیر بعد کچھ یاد آنے پر بولا۔

''اچھا گھر میں سب کیسا ھے؟''

''ٹھیک ھے سب۔۔۔سب کچھ ویسا ھی ھے جیسا پہلے تھا۔''اُس کا انداز بے حد معمولی سا تھا۔

''تم کیوٹ لگتی ھو کھلے بالوں میں۔'' وہ مسکراتے ھوئے بولا۔لہجہ عام سا تھا مگر وہ کچھ لمحوں تک اِس غیر متوقع تبصرے پر اُسے دیکھتی رھی اور پھر آنکھوں میں چمک لئے مسکرا دی۔

''تمہارے لئے ایک چیز ھے میرے پاس۔''اُس نے دھڑکتے دل کے ساتھ کہا تو اناش نے نا سمجھی سے اُسے دیکھا۔

''کیا؟''

علما نے اپنی جینز کی جیب سے وہ کاغذ کا ٹکڑا نکالا اور اُسے تھما دیا۔

''نہیں نہیں_______اِسے ابھی مت کھولنا، تمہارے لئے کچھ لکھا ھے، بعد میں دیکھ لینا۔'' وہ اُسے کھولنے ھی والا تھا جب علما نے روک دیا۔

''جیسے تمہاری مرضی۔'' اُس نے وہ ورق اپنے پاس اُس کتاب میں رکھ لیا جسے وہ ابھی پڑھ رہا تھا۔

''تمہیں میں نے کافی مِس کیا پچھلے دنوں______پتہ ھے کبھی کبھی کچھ لوگوں کی عادت ھو جاتی ھے، پھر اُن کے بغیر بیتے ھوئے پل اور اُن کے ساتھ بیتے ھوئے پل بہت مختلف لگنے لگتے ھیں۔'' وہ بہت دھیرے سے کہہ رہا تھا۔ وہ شخص جب بھی اُس سے بات کرتا تو اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر ھی بولتا تھا۔ اتاش کی آنکھیں نیلی تھیں۔ وہ کچھ کہہ ھی نہیں پائی تھی فقط اپنی سرمئی نگاھوں سے اُسے دیکھتی رھی۔

اور پھر جانے کتنی ھی دیر وہ وہاں بیٹھے باتیں کرتے رہے تھے۔

★★★★★★★★

بقیہ ان شاءاللہ آئندہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

www.novelsclubb.com